انبیاء اور علمِ غیب کی حقیقت

مدرّس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :

((كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وَقَالَتِ الْأُخْرٰى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ علیہ السلام فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَام فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ ائْتُونِی بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا، فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى))[1]

ابوالیمان' شعیب' ابوالزناد' عبدالرحمٰن' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ اُن کے بچے بھی تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ اُس نے اپنے ساتھ والی سے کہا کہ وہ تیرے بچے کو لے گیا ہے' اور دوسری نے کہا کہ وہ تیرے بچے کو لے گیا ہے۔ دونوں اپنا مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے کر آئیں تو انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر دونوں نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور دونوں نے پورا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ میں اس بچے کو دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ چھوٹی نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کریں' وہ اس کا بیٹا ہے (آپ اسے دے دیں)۔ سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ دے دیا (کہ اس عورت کی ماماتا نے معاملہ صاف کر دیا تھا)۔''

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کا حافظہ بہت کمزور تھا۔ کوئی چیز یاد نہیں رہتی تھی۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی۔ پھر کیا تھا کہ جو بات سنتے وہ ان کے حافظے میں محفوظ ہو جاتی اور وہ اسے کبھی نہ بھولتے' حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی بات وہ پورے اعتماد کے ساتھ بیان کر دیتے اور اُن کو بھولنے کا کبھی وہم تک نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مرویات تمام راویوں سے زیادہ ہیں۔

---

(۱) صحیح البخاری' کتاب الفرائض' باب اذا ادعت المرأة ابنا۔ وصحیح مسلم' کتاب الاقضیة' باب بیان اختلاف المجتهدین۔

زیر درس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد کی دو عورتوں کا واقعہ بیان کیا ہے کہ دونوں عورتوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو قریب ہی چھوڑا اور خود کام میں لگ گئیں۔ اتنے میں بھیڑیا آیا اور وہ ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ ہر ایک عورت کہتی تھی کہ بھیڑیا دوسری عورت کا بچہ لے گیا ہے اور اس کا بچہ صحیح سلامت ہے۔ دونوں عورتیں یہ قضیہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں۔ چونکہ کسی کے پاس موقع کا گواہ موجود نہ تھا' لہٰذا حضرت داؤدؑ کو اُن کے بیانات سن کر فیصلہ کرنا پڑا۔ چنانچہ آپؑ نے بڑی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ چھوٹی کو یہ فیصلہ قبول نہ ہوا' لہٰذا اس نے بڑی کو کہا کہ ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں۔ بڑی کو یہ زعم تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اپنے باپ کے فیصلے ہی کی تصویب کریں گے' چنانچہ وہ راضی ہوگئی۔ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ چونکہ ہر ایک عورت بچے کی دعوے دار تھی اور کوئی گواہ نہ تھا لہٰذا فیصلہ دشوار ہوا۔ جب حضرت سلیمانؑ کسی نتیجے پر نہ پہنچے تو انہوں نے ذہانت سے کام لیتے ہوئے فرمایا: ایک چھری لے کر آؤ' میں اس بچے کو دو حصوں میں کاٹ دیتا ہوں اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ دے دیتا ہوں۔ یہ سن کر چھوٹی بول اٹھی کہ حضرت! بچے کو کاٹ کر دو حصے نہ کیجیے' بلکہ یہ بچہ بڑی ہی کو دے دیجیے۔ آپؑ سمجھ گئے کہ ماں کی مامتا اس کو روک رہی ہے کہ بچے کے ٹکڑے کیے جائیں۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچہ چھوٹی کے حوالے کر دیا۔

اس واقعہ سے دو بڑی اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں' ایک یہ کہ اجتہادی خطا ہر مجتہد سے ہوسکتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجتہد کا اجتہاد صائب ہوا تو اسے دو اجر ملیں گے اور اگر اس کا اجتہاد درست نہ ہوا تو پھر بھی وہ ایک اجر کا مستحق ہوگا''۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی مجتہد کبھی فیصلہ نہ کرتا کہ مبادا اس کا فیصلہ غلط ہو اور وہ سزا کا مستوجب ٹھہرے۔ جنگ بدر میں قیدیوں سے فدیہ لے کر آزاد کرنے کا فیصلہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے ہوا اور خود محمدٌ رسول اللہ ﷺ کی رائے بھی یہی تھی' مگر اللہ تعالیٰ کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوا اور اس کا ذکر قرآن میں آ گیا۔ معلوم ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے کے اجتہاد میں بھی غلطی کا امکان ہوسکتا ہے۔ اگر پیغمبر کا اجتہاد کسی معاملے میں صائب نہ ہو تو فوراً اس کی اصلاح کر دی جاتی ہے' کیونکہ پیغمبر کا اُسوہ لوگوں کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی معاملے میں دو منصفوں کا فیصلہ مختلف بلکہ متضاد ہوسکتا ہے' جیسا کہ اس قضیے میں ہوا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن دو اشخاص کے مابین جھگڑا ہوتا ہے وہ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ایک ان میں سے چرب زبان ہوتا ہے تو وہ اپنے غلط موقف کو بھی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے صحیح ثابت کر لیتا ہے' مگر دوسرا شخص اپنی سادگی اور بھول پن کی وجہ سے اپنے صحیح موقف کو بھی صحیح ثابت نہیں کر سکتا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ کوئی آدمی مجھ سے فیصلہ کروا کے خوش نہ ہو جائے کہ میں نے پیغمبرؐ سے فیصلہ کروالیا ہے' بلکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے چرب زبانی کی بنا پر مجھ سے غیر حقیقی فیصلہ کروالیا ہو۔

دوسری اہم بات اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ نبی غیب دان نہیں ہوتے۔ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے' جو لاشریک ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی وہی باتیں جانتے ہیں جن کی خبر انہیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انبیاء کو غیب کی وہی خبریں بتاتے ہیں جو اُن کے لیے مناسب اور ضروری ہوتی ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعریف میں غلو کرتے ہوئے انہیں غیب دان کہنا نہ صرف غلط ہے بلکہ ان کی شان میں گستاخی کرنے کے مترادف ہے۔

اگر حضرت داؤد علیہ السلام غیب دان ہوتے تو فوراً صحیح فیصلہ فرما دیتے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی جو فیصلہ دیا وہ غیب دانی کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اپنی ذہانت کو استعمال کر کے دیا تھا۔

بعض عقیدت مند رسول اللہ ﷺ کو ماکان و ما یکون کا علم رکھنے والا مانتے ہیں' حالانکہ خود قرآن مجید میں ہے کہ غیب کا علم اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی صرف وہی باتیں جانتے ہیں جو اللہ ان کو وحی کے ذریعے بتاتا ہے۔ عہد نبویؐ کا مشہور واقعہ ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اپنے مجموعہ حدیث میں نقل کیا ہے کہ چند لوگ نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں' ہمارے ساتھ کچھ عالم اور قاری بھیج دیجیے جو ہمیں قرآن اور سنت سکھائیں۔ آپؐ نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ ابھی وہ لوگ منزل پر نہیں پہنچے تھے کہ انہیں شہید کر دیا گیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب مان لیا جائے تو گویا آپؐ نے ان ستر صحابہ کو جانتے بوجھتے موت کے منہ میں دھکیل دیا' معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ وہ وقت تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمہ تن اس جِدّوجُہد میں تھے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوں' چہ جائیکہ آپؐ بڑی تعداد میں سرفروش علماء اور قراء کو ضائع کر دیں۔ صحابہ کی اس ناگہانی شہادت پر رسول اللہ ﷺ بہت دنوں تک افسردہ رہے۔

ہاں یہ ضرور ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے غیب کی خبریں بتائیں۔ مثلاً دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپؐ نے نام بنام جنت کی بشارت دی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نہیں جانتا قیامت کب آئے گی' مگر آپؐ نے قیامت کی علامات بتائیں (بحوالہ حدیث جبریل)۔ روم اور ایران کی لڑائی ہوئی تو ایرانی غالب آئے۔ آپ ﷺ نے خبر دی کہ چند سال بعد رومی فتح یاب ہوں گے۔ (بحوالہ سورۃ الروم) یہ غیب کی خبر تھی اور ایسا ہی ہوا۔ گویا غیب کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں' وہ جس کو چاہتا ہے غیب کی خبر بتا دیتا ہے۔ عالم الغیب فقط وہی ہے۔ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۵۹﴾ (الانعام)

''اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا' اور اُسے خشکی اور سمندروں کی سب چیزوں کا علم ہے' اور کوئی پتّا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں مگر ایک کتابِ روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جو واقعہ بیان فرمایا یہ حضرات داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد کا تھا' یعنی آپ ﷺ کے عہد سے ہزاروں سال پہلے کا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ غیب کی خبر آپ ﷺ کو بتائی' حالانکہ اس واقعے کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید کی آیات کے علاوہ بھی وحی آتی تھی' اسے ہی ''وحی غیر متلو'' کہتے ہیں' جس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

❁❁❁